# اللہ سے محبت

خرّم مُراد

منشورات

جملہ حقوق محفوظ


نام کتاب : اللہ سے محبت

مصنف : خرم مراد

طبع اول : جولائی ۲۰۱۲ء

تعداد : ۲۰۰۰

کوڈ : 00151

ناشر : منشورات

E-8، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ 54790
042-35252210 - 35252211
042-35252194
SMS ur Address:
0332-003 4909, 0320-543 4909
manshurat@gmail.com / @hotmail.com
www.facebook/manshurat
www.pinterest.com/manshurat

مطبع : میسج پریس، بند روڈ، لاہور۔

قیمت : روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ أَنَسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ:

ثَلاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَحَبَّ أَلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لا يُحِبُّهُ أَلَّا لِلَّهِ وَ أَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ (صحیح بخاری: کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ تین باتیں جس کسی میں ہوں گی وہ ایمان کی شیرینی (کا مزا) پائے گا۔(۱) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نزدیک تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔(۲) جس کسی سے محبت کرے تو اللہ ہی کے لیے اس سے محبت کرے۔(۳) کفر میں واپس جانے کو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو (ہر کوئی) برا سمجھتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْيَاءِ اِلَيَّ وَاجْعَلْ خَشْيَتَكَ اَخْوَفَ الْاَشْيَاءِ عِنْدِيْ وَاقْطَعْ عَنِّيْ حَاجَاتِ الدُّنْيَا بِالشَّوْقِ اِلٰى لِقَائِكَ وَ اِذَا اَقْرَرْتَ اَعْيُنَ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ دُنْيَاهُمْ فَاَقْرِرْ عَيْنِيْ بِعِبَادَتِكَ

اے اللہ، اپنی محبت کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب بنا دے اور اپنے ڈر کو تمام چیزوں

کے ڈر سے زیادہ کر دے اور مجھے اپنے ساتھ ملاقات کا ایسا شوق دے کہ میری دُنیا کی محتاجیاں ختم ہو جائیں، اور جہاں تو نے دُنیا والوں کی لذت ان کی دُنیا میں رکھی ہے، میری لذت اپنی عبادت میں رکھ دے۔ (کنز العمال، عن ابی بن مالک رضی اللہ عنہ)

**عن ابی الدردا قال**

ابی دردا رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے فرمایا:

**قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و کان من دعاءِ دَاوٗد**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داوٗد علیہ السلام کی یہ دعا تھی۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دعا کی تعلیم دی ہے، یہ دعا حضرت داوٗد علیہ السلام مانگا کرتے تھے۔

**اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنۡ یُحِبُّکَ والعَمَلَ الذِّیۡ یُبَلِّغُنِیۡ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنۡ نَفۡسِیۡ وَ اَھۡلِیۡ وَ مِنَ الۡمَاءِ الۡبَارِدِ.** (جامع ترمذی: کتاب الدعوات ۳۴۹۰)

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری محبت کا اور اس کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! تو اپنی محبت کو میرے نزدیک اپنی جان، میرے نفس میرے اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی شدید کر دے۔

دعا عبادت کا مغز، مومن کا ہتھیار، بندے اور رب کے درمیان براہ راست رابطہ اور مناجات کا اہم ذریعہ ہے۔ دعا کی اسی اہمیت کی بنا پر مختلف انبیا کرام علیہم السلام نے مختلف دعاؤں کی تعلیم دی ہے جو قربِ الٰہی، تعلق باللہ اور تعمیر سیرت وکردار کے لیے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ یہ حضرت داوٗد علیہ السلام کی دعا ہے۔ یہ ساری کی ساری دعا ایک ہی چیز کی ہے

اوراس کے بہت سارے پہلواس دعامیں مانگے گئے ہیں۔ یہ دعا ہے اللّٰہ کی محبت کی!

یہ وہ دعا ہے جو حضرت داوٗد علیہ السلام مانگا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں بھی اس کی تعلیم دی ہے۔ اس دعا میں سب سے پہلے اللّٰہ کی محبت مانگی گئی ہے، پھر ہر اس شخص کی محبت مانگی گئی ہے جو اللّٰہ سے محبت کرتا ہے۔ پھر اس عمل کی محبت اور توفیق مانگی گئی ہے جس سے اللّٰہ کی محبت نصیب ہو۔ اس کے بعد اس محبت کا مقام اور درجہ بیان کیا گیا ہے کہ اللّٰہ کی محبت یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ انسان کو اپنے آپ سے، اپنے اہل وعیال سے، اور یہاں پر لفظ استعمال ہوا ہے ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ پیارا اور محبوب ہو جائے۔ ان میں سے ہر ایک کے الگ الگ معنی ہیں لیکن اصل بات اللّٰہ کی محبت کا سوال، اللّٰہ کی محبت کی پیاس اور اللّٰہ کی محبت کی حاجت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے دعا کا آغاز اس جملے سے کیا کہ یہ دعا حضرت داوٗد علیہ السلام بھی مانگا کرتے تھے۔ پھر فرمایا: اے اللّٰہ! میں تیری محبت مانگتا ہوں۔ تیری محبت کا لفظ عربی زبان میں اس قاعدے سے آتا ہے جس میں مصدر استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں محبت کرنا۔ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک معنی یہ ہو سکتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کروں، اور دوسرا یہ کہ تو مجھ سے محبت کرے۔ مجھے تیری محبت حاصل ہو اور تو مجھے محبوب رکھے۔ یہ بات قرآن مجید میں اس طرح بیان ہوئی ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ اگر تم نے اللّٰہ کے دین کا حق ادا نہیں کیا تو وہ ایک دوسری اُمت برپا کرے گا جو اس سے محبت کرے گی اور وہ اس سے محبت کرے گا:

فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ (المائد ۵:۵۴)

اللّٰہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کر دے گا جو اللّٰہ کو محبوب ہوں گے اور اللّٰہ ان کو

محبوب ہوگا۔

گویا محبت دونوں طرف سے مطلوب ہے۔ مجھے اللہ سے محبت ہو اور اللہ کو مجھ سے محبت ہو۔

## محبت کا مفہوم

اللہ سے محبت کے بہت سارے پہلو اور معنی ہیں۔ محبت کا لفظ کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس کی زیادہ تشریح اور توضیح کی ضرورت ہو اور اس کو بیان کیا جائے۔ محبت سے ہر شخص کسی نہ کسی صورت میں آشنا ہوتا ہے۔ کسی بھی چیز کی محبت ہو سکتی ہے۔ ماں سے ہو جائے یا کسی مقام و مرتبے یا شہرت سے، مال و دولت سے ہو جائے یا رشتہ داروں سے، کسی عورت یا کسی مرد سے ہو جائے، یا گھر میں والدین اور بچوں سے۔ محبت کسی سے بھی ہو سکتی ہے۔ محبت تو ایسی کیفیت کا نام ہے، ایسی حالت کا نام ہے جس کو اگر ہم الفاظ میں بیان کرنا چاہیں تو بیان کرنا ممکن نہیں۔ جس طرح ہم بھوک کو بیان نہیں کر سکتے لیکن ہر آدمی بھوک کے مزے سے آشنا ہوتا ہے۔ جب کوئی کہتا ہے کہ مجھے بھوک لگی ہے تو ہر شخص اس کے تجربے میں شریک ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ بھوک لگنے کی کیا کیفیت ہوتی ہے، پیٹ کی کیا کیفیت ہوتی ہے، دل کی کیا حالت ہوتی ہے، کھانے کی کیسی طلب ہوتی ہے اور آدمی کس طرح اس پر ٹوٹ پڑتا ہے، کس طرح کھانے کا دھیان لگا رہتا ہے اور کس طرح وہ کھانے کی تلاش کرتا ہے۔ وہ توکل کر کے نہیں بیٹھ جاتا ہے کہ کھانا خود مجھ تک پہنچ جائے گا، بلکہ وہ اسے تلاش کرتا ہے، اس کو پکاتا ہے اور اس کو حاصل کرنے کے لیے کماتا ہے۔ اس سب کے باوجود کوئی بھوک لگنے کی اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر کسی کو پیاس لگی ہو یا درد ہو رہا ہو تو ریاضی یا کیمسٹری کے فارمولے کی طرح، یا کسی فلسفیانہ چیز کی طرح، یا کسی واضح چیز کی

طرح جسے آدمی دیکھ سکے اور بیان کر سکے، پیاس یا درد کی کیفیت کو اس طرح بیان نہیں کیا جا سکتا۔ محبت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ اس کا بیان تو ممکن نہیں ہے پھر بھی ہم سب اس سے آشنا ہیں اور اس کو پہچانتے ہیں اور ہم سب نے اس کا مزا چکھا ہوا ہے۔

انھی چیزوں سے لوگوں نے اس چیز کا تعین کیا ہے کہ مجھے اللہ سے محبت ہونے کا کیا مطلب ہے۔ اس کے اندر کئی چیزیں ہیں۔ بظاہر تو یہی مطلب ہے کہ آدمی جس سے محبت کرتا ہے، اس کی خواہش اور تمنا پوری کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ محدثین نے یہی لکھا ہے کہ جو بھی تیرا محبوب ہو، جس میں بھی تیری مرضی ہو، جو چیز بھی تجھے محبوب ہو کہ میں اسے کروں، تو اس لیے نہ کر کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے، یا میرے اوپر بوجھ ڈالا گیا ہے، بلکہ اس لیے کر کہ محبت کا تقاضا ہے کہ میں دل سے اس کام کو کروں۔ اسی طرح جس چیز سے محبوب کو نفرت ہو، اس کو ناپسند ہو، جس سے ناگواری ہوتی ہو، جس سے آدمی کو اس کا قرب نصیب نہ ہوتا ہو بلکہ اس سے دوری ہوتی ہو تو آدمی اس سے بچتا ہے۔ وہ کوئی ایسی بات نہیں کرتا، کسی ایسے راستے پر نہیں چلتا، کوئی ایسا تعلق قائم نہیں کرتا جس سے محبوب کی نگاہ پھر جائے، وہ دل سے دور کر دے اور اپنی نظروں میں اس کے مقام کو گرا دے۔ محبت کی وجہ سے آدمی اس سے اجتناب کرتا ہے۔

## محبت پہچان

محبت کی سب سے پہلی پہچان یہ ہے کہ جس چیز سے بھی وہ اپنے محبوب کو خوش کر سکے، اس کی محبت حاصل کر سکے، اس کی نگاہوں میں مقام حاصل کر سکے، اس کے دل میں مقام پیدا کر سکے، وہ اس کام کو کرتا ہے، اور جس چیز سے وہ یہ سمجھے کہ اس سے محبوب ناراض ہوتا ہے، نگاہ پھر جاتی ہے، وہ اس سے اجتناب کرتا ہے۔

یہ سب سے پہلی بات ہے جس سے ہم سب آشنا ہیں۔ سب اس بات کو جانتے ہیں کہ اگر بچوں سے محبت ہو جاتی ہے تو آدمی ان کی ہر جائز ناجائز خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے لیے اس کو جو کچھ بھی کرنا پڑے وہ کرتا ہے۔ اگر آدمی کو بیوی سے محبت ہو تو وہ جو فرمایش کرتی ہے وہ اسے پورا کرتا ہے۔ زیور، کپڑا ہو یا کہیں لے جانے کی فرمایش ہو، وہ بھی پوری کرتا ہے۔ اگر کسی کو دوستوں سے محبت ہو جائے تو یہی کیفیت ہوتی ہے۔ محبت کے حوالے سے یہ سب سے پہلی چیز ہے۔ اس کے بغیر جو محبت کا دعویٰ کرے، اس کو اس بات کی کوئی فکر نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کیا پسند کرتا ہے اور کیا ناپسند کرتا ہے، کس بات سے خوش ہوتا ہے اور کس بات سے وہ ناخوش ہوتا ہے، کس کام کو وہ محبوب رکھتا ہے اور کس بات کو ناپسند کرتا ہے تو وہ اگر محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس دعوے کو بے بنیاد ہی قرار دیا جائے گا۔

محبت کی پہچان انسان کو اللہ کے ساتھ تعلق کی طرف لی جاتی ہے۔ جس سے آدمی محبت کرتا ہے، اس کی طرف اس کا دھیان لگا رہتا ہے۔ وہ اس کو یاد کرتا ہے۔ اگر مال سے محبت ہے تو ہر وقت مال یاد رہتا ہے۔ جب آدمی بڑے ذوق وشوق سے مکان بنوا رہا ہو تو اس کو ہر وقت مکان کا خیال لگا رہتا ہے۔ ماربل کس طرح کا لگے گا، ٹونٹی کیسی ہوگی، اور دروازے کیسے ہوں گے؟ ہر وقت اس کو اس کا خیال رہتا ہے اور اسی طرف اس کا دھیان لگا رہتا ہے۔ مکان کے اوپر دن بھر کھڑا رہتا ہے کہ کوئی کام ایسا نہ ہو جائے جو میری مرضی کے خلاف ہو، کوئی چیز کاریگر ایسی نہ کر جائے جو مجھے خراب لگے۔ پھر رات کو بھی اسی دھن میں لگا رہتا ہے کہ ٹھیکیدار سے کیا بات کرنی ہے۔ گویا ہر وقت اس کا دھیان اسی طرف لگا رہتا ہے۔ کہیں اس انسان کا ذکر ہو جس سے محبت ہو، مال کا ذکر ہو، کاروبار کا ذکر ہو تو آدمی کا دل چاہتا ہے کہ دوسروں سے بھی وہ اس کی بات کرے، اور اگر کوئی دوسرا بات نہ کر رہا ہو

تو ہم بہانہ نکال کر اس بات کا ذکر چھیڑتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کی تعلیم دی اور فرمایا کہ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں، وہ میرا ذکر بھی کرتے ہیں:

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ (اٰل عمرٰن ۳:۱۹۱)

وہ تو مجھے یاد کرتے ہیں اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے، ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں۔

گویا اس کی طرف دھیان کا لگا رہنا، اس کو یاد کرنا، اس کا ذکر کرنا، یہ بھی محبت کی نشانی ہے۔

## اللہ کا قرب

محبت کی نشانی یہ بھی ہے کہ آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس سے قریب ہونا چاہتا ہے۔ اسے جب بھی موقع مل جائے اس کے قریب ہونے کا، اس کے گھر جانے کا اس کے گلی کوچے میں جانے کا تو وہ اس کے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ ہمارے شعرا نے بھی اس موضوع کو اپنے اشعار میں بہت باندھا ہے کہ محبوب کی گلی میں آدمی جائے، اس کے کوچے میں جائے، اس کے در پر حاضر ہو، اس سے ملاقات کا موقع نصیب ہو جائے تو اس سے ہم کلام ہو، اس سے بات چیت کرے اور اس کے سامنے ہو۔ یہ بھی محبت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے مومن بندوں سے اس چیز کا مطالبہ کیا ہے۔ وہ کہتا ہے پانچ وقت سب کام چھوڑ کے میرے گلی کوچے میں آجاؤ، میرے گھر میں آجاؤ۔ مسجد کو اس نے اپنا گھر قرار دیا ہے حالانکہ وہ کسی مکان میں نہیں رہتا لیکن گلی گلی اس نے اپنے گھر بنوا دیے ہیں۔ اللہ نے ان سب کو اپنا گھر قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اگر مجھ سے محبت ہے تو پانچ وقت ہر چیز چھوڑ کر، ہر کام چھوڑ کر جب پکار بلند ہو، میں بلاؤں تو مسجد میں حاضر ہو جاؤ اور پھر مجھ سے ہم کلام ہو، مجھ سے بات کرو اور میرے قریب آؤ۔ آدمی ہاتھ باندھتا ہے تو اللہ سے قریب ہوتا ہے، جھکتا ہے تو اللہ سے قریب ہوتا ہے، اور جب پیشانی ٹیکتا ہے

تو خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ (العلق ۹۶:۱۹) ''سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ۔'' یہ اللہ سے قرب کی تلاش ہے اور اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کی جستجو ہے۔ دراصل نماز اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

## محبت کا معیار

اللہ سے محبت کا معیار یہ بھی ہے کہ اس کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا جائے۔ آدمی کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کی خوشی کے لیے مال خرچ کرتا ہے۔ اگر اسے یہ معلوم ہو جائے کہ یہاں مال خرچ کرنے سے محبوب خوش ہوگا تو پھر آدمی اپنا مال اس کے لیے نکالتا ہے۔ اگر دعوتیں کرنی ہوں تو بڑے ٹھاٹ باٹ سے کرتا ہے، اور تحائف دینا ہوں تو اچھے سے اچھے تحائف دیتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ جیب میں جو سب سے زیادہ خراب اور ردی چیز ہے وہ نکال کر دے دے، اور جب دعوت کرتا ہے تو یہ نہیں کرتا کہ جو سب سے زیادہ سڑا ہوا اور خراب کھانا ہو وہ دعوت کے اندر پکوائے، بلکہ وہ یہ کرتا ہے کہ جو مال مجھے زیادہ محبوب ہو وہ دوں، اور جو سب سے زیادہ اچھا کھانا ہو وہ پکوائے، اور سب سے زیادہ اچھی جگہ پر بٹھائے اور سب سے زیادہ اچھے ساز و سامان سے مہمان داری کرے۔ یہی مطالبہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا بھی ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (اٰل عمرٰن ۳:۹۲)

اللہ کو جو نیکی محبوب ہے اس تک تم پہنچ نہیں سکتے جب تک کہ وہ چیز خرچ نہ کرو، جو تمھیں محبوب ہو۔

یہی محبت کی پہچان ہے کہ مال زیادہ محبوب ہے یا اللہ تعالیٰ کی ذات زیادہ محبوب ہے۔ اسی لیے راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ مال خرچ کرنے

سے مراد مال دینا بھی ہے، وقت لگانا بھی ہے اور اپنی صلاحیتوں کو کھپانا بھی ہے۔ اللہ کی محبت کا تقاضا اس کے قریب ہونا بھی ہے، اسے یاد رکھنا بھی ہے، اور دھیان کا لگا رہنا بھی ہے۔

اس کے بعد اگر دو چیزوں کے اندر مقابلہ ہو جائے یا دو محبتوں کے درمیان انتخاب کا مسئلہ پیش آ جائے، تو آدمی اس کو ترجیح دیتا ہے جس سے اس کو زیادہ محبت ہو۔ اگر تجارت میں اور گھر والوں کے مطالبات میں ٹکراؤ ہو جائے تو بہت سے لوگ تجارت کو وقت دیں گے اور گھر والوں کو وقت نہیں دیں گے، کیونکہ ان کو مال سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اسی طرح بہت سے لوگ تجارت ترک کر دیں گے یا اس کو کم کر دیں گے اور گھر والوں کو زیادہ وقت دیں گے۔ اس لیے کہ انھیں گھر والوں سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ محبت کی کوئی ایک شکل نہیں ہوتی۔ اس کی بہت سی صورتیں ہوتی ہیں۔ ان محبتوں کے اندر مقابلہ اور مسابقت بھی ہوتی ہے۔ پھر جو محبت زیادہ شدید ہوتی ہے، زیادہ گہری ہوتی ہے اور جو محبت دل میں اتری ہوئی ہو، وہی جیت جاتی ہے۔ آدمی بظاہر کچھ بھی کہتا رہے لیکن جب وہ وقت میں، توجہ میں، محنت میں، زندگی میں ترجیحات قائم کرتا ہے تو اس سے ظاہر ہو جاتا ہے اسے کس سے محبت زیادہ ہے۔ پھر جب وقت آتا ہے تو آدمی مال کیا، جان بھی محبوب کے قدموں میں نثار کر دیتا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب وقت آئے تو یہ جان بھی میری خاطر دے دو، مجھ سے قرب کا اور مجھ سے محبت کا یہی سب سے اونچا مقام ہے۔ میری راہ میں جہاد کرو اور میری راہ میں انتہائی کوشش کرو۔ اللہ سے محبت کا سوال کوئی معمولی سوال نہیں ہے بلکہ یہ اس چیز کا سوال ہے جس میں ایمان کی نشانی، ایمان کا مدار اور ایمان کی اصل روح اور ایمان کی حلاوت، شرینی سب اس کے اندر پوشیدہ ہے۔

## اللہ کی محبت کا مستحق

یہ سمجھنا کہ محبت تو ایسی چیز ہے جو اولیاء اللہ اور بزرگوں کے حصے میں آتی ہے، ایک عام مومن کو اس سے کیا سروکار؟ یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ ۲:۱۶۵)

جو لوگ ایمان لانے والے ہیں وہ سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

یہاں یہ نہیں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے اولیاء اللہ محبت کرتے ہیں یا وہ بزرگ محبت کرتے ہیں جن کے درجات بہت بلند ہیں، بلکہ ایمان کی نشانی یہ بتائی کہ جو لوگ ایمان لانے والے ہیں وہ سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ یہ سوال اللہ کی محبت کا ہے اور اسی کے بارے میں وہ حدیث ہے جو ایک دفعہ آپ کے سامنے آچکی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ (بخاری، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان)، یعنی جن کے اندر تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت، مٹھاس اور شرینی پالیں گے۔ ایک ایمان وہ ہے جو زبان سے ادا ہو جاتا ہے۔ ایک ایمان وہ ہے جو آدمی لباس کی طرح اوپر اوڑھ لیتا ہے، یعنی اندر سے کچھ نہیں ہوتا۔ ایک ایمان وہ ہے جس کا مزا آدمی کو لگ جاتا ہے۔ اس کی حلاوت و شرینی وہ اپنی زبان سے اور اپنے دل کے اندر محسوس کرتا ہے۔ اس کی طلب ہوتی ہے، مانگ ہوتی ہے۔ اس کے لیے باہر سے تحریک دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مٹھائی اگر آدمی کو محبوب ہو تو کسی کو زبردستی کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آدمی خود شرینی کی طرف لپکتا ہے، اس لیے کہ اس کو محبوب ہے اور وہ اسے کھاتا ہے۔ فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ جن سے آدمی کو ایمان کی حلاوت، ایمان کی میٹھاس اور ایمان کی

شرینی نصیب ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ اسے اللہ اور اس کا رسول ہر چیز سے بڑھ کر پیارے اور محبوب ہوتے ہیں۔ اگر وہ کسی آدمی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے کرے، کسی اور مقصد سے نہ کرے۔ تیسری بات بھی اسی دعا کے اندر آگے آنے والی ہے۔

## اللہ سے محبت کا سوال

اَللّٰھِمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ حُبَّکَ

اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے دل میں تیری محبت ہو۔

عربی زبان کے قاعدے کے لحاظ سے اس کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ مجھے تجھ سے محبت ہو، اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ تجھے بھی مجھ سے محبت ہو۔ گویا میں سوال کرتا ہوں، مانگتا ہوں کہ تو مجھ سے محبت کرے۔ اللہ تعالیٰ بھی محبت کرتا ہے اور اس بات کا ذکر قرآن مجید کی بہت سی آیات میں آتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (المائدہ ۵:۱۳)

اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو احسان کی روش رکھتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ (التوبہ ۹:۴)

اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو جو قوم پسند ہے، جو گروہ یا جماعت پسند ہے ان کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ یُحِبُّھُمۡ وَیُحِبُّوۡنَہٗ (المائدہ ۵:۵۴) ''اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے، اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔'' اس بات کا ذکر پہلے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کا ذکر فرمایا ہے جن

سے اللہ محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ یہ اللہ کے خاص بندوں کا نہیں بلکہ عام بندوں کا ذکر ہے۔ اس میں اس بات کا بھی جواب موجود ہے کہ اے اللہ! تو ہم سے محبت کر اور تیری محبت بھی ہم کو نصیب ہو۔

## اللہ سے محبت کا اظہار

اللہ کی محبت اس طرح کی محبت نہیں ہے جس طرح کی محبت انسانوں کے درمیان ہوتی ہے۔ اس لیے کہ یہ کوئی طبعی محبت نہیں ہے کہ جس طرح کوئی خوب صورت شکل، مکان یا بہت سا مال دیکھ کر محبت ہو جاتی ہے۔ ہمارے علما نے بھی محبت کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک طبعی محبت ہے جو کسی چیز کو دیکھ کر ہو جاتی ہے۔ اس کی محبت آدمی کی طبیعت میں ڈالی گئی ہے۔ دوسری عقلی محبت ہے جو آدمی سوچ سمجھ کے عقل سے اختیار کرتا ہے۔ کسی کا کمال دیکھتا ہے، کسی کا جمال دیکھتا ہے، کسی کا اپنے اوپر احسان دیکھتا ہے تو محبت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جو ہم سے محبت ہو جاتی ہے اس کو ہم بیان تو نہیں کر سکتے ہیں کہ وہ کیا محبت ہوتی ہے لیکن اس کا اظہار مختلف حوالوں سے ہوتا ہے۔ اللہ کی توجہ ہمارے حال کے اوپر، اس کی طرف سے آگے بڑھنے کی توفیق، اس کی طرف سے اس سے ملاقات کے شوق کی توفیق، اس کی طرف سے اس کے دربار میں حاضر ہونے کی توفیق، اس کی طرف سے سخاوت اور فیاضی کی توفیق، اپنے مال کو اس کی راہ میں دینے کی توفیق، اس کی راہ میں اس کی مخلوق پر خرچ کرنے کی توفیق، اس کے دین کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق ــــــ یہ ساری علامتیں اللہ کی محبت کی ہیں۔

پھر اللہ کے بندوں کے دلوں میں محبت ہونا، یہ بھی اللہ کی محبت کی نشانی ہے۔ چنانچہ دعاؤں میں بھی اس کا ذکر آتا ہے کہ **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فی اعینی صغیراً و فی اعین**

**الناس کبیراً**، اللہ! مجھے تو اپنی نگاہوں میں چھوٹا کر، اور لوگوں کی نگاہوں میں بڑا کر۔ یہ بڑی معنی خیز دعا ہے۔ میری نگاہوں میں تو میرا کوئی مقام نہ ہو لیکن لوگوں کی نگاہوں میں مجھے بڑا کر اور میرا مقام ہو۔ ان کو مجھ سے محبت ہو۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو فرشتوں میں اس کا اعلان کرتا ہے۔ فرشتے بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ فرشتوں میں اعلان کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام اس کی منادی کرتے ہیں۔ پھر وہ اللہ کے بندوں میں بھی اس کا اعلان کرتے ہیں۔ وہ اعلان کسی لاؤڈ سپیکر یا ریڈیو پر سنا نہیں جاتا بلکہ اللہ کے بندوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

اللہ سے محبت کے سوال میں دراصل دونوں چیزوں کا سوال ہے۔ دونوں چیزیں مطلوب ہیں، اور دونوں چیزوں کے لیے آدمی میں پیاس اور طلب ہونی چاہیے۔ یہ محبت ان علامتوں اور نشانیوں سے پہچانی جاتی ہے جو دنیا میں ہر محبت کے معاملے میں معروف ہیں۔ زبانی دعوؤں سے یہ محبت نہیں پہچانی جا سکتی۔ اس محبت کے درجات بڑے بلند ہیں۔ ان درجات میں اللہ سے محبت ہونا، اور پھر اللہ سے محبت ہو تو اس کے رسول سے بھی محبت ہو، اس کے رسول سے محبت ہو تو اس کی کتاب سے بھی محبت ہو، پھر ان لوگوں سے بھی جو اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اس کا ذکر اس دعا کے اندر آگے آئے گا۔ یہ محبت ان میں سے ہر چیز کے لیے ہے۔ اس کی طلب، اس کی پیاس ہے، اس کی مانگ، اس دعا کے اندر دی گئی ہے۔

## اللہ سے محبت اور توفیقِ عمل

**حُبَّ مَنْ یُحِبُّکَ**

اور جو تجھ سے محبت کرتا ہو اس کی محبت۔

یہاں پر بھی دونوں چیزیں شامل ہیں کہ مجھے بھی ان سے محبت ہو جو تجھ سے محبت

کرتے ہوں، اور جو تجھ سے محبت کرتے ہیں ان کی محبت بھی مجھے حاصل ہو۔ گویا زمین کے اوپر بھی اللہ کی محبت تعلقات کی کسوٹی اور اس کی بنیاد بن جائے گی۔ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اللہ سے محبت کرتے ہوں، دنیاوی طور پر ان کا کوئی بھی مقام ہو، ان کی کوئی بھی حیثیت ہو لیکن وہ مجھ سے محبت کریں اور میں ان سے محبت کروں۔

**والعَمَلَ الذِّیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ**

اور اس عمل کا جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔

اس دعا میں یہ تیسری بات فرمائی گئی ہے اور اس میں پوری بات کو کھول کر رکھ دیا گیا ہے۔

وہ یہ ہے کہ میرا عمل مجھے تیری محبت تک پہنچا دے جس سے تیری محبت میرا نصیب بن جائے۔ عمل کے لفظ کو عربی قاعدے سے زبر کے لفظ سے بھی پڑھ سکتے ہیں اور زیر سے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اگر زیر سے پڑھیں گے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس عمل کی محبت، یعنی وہ عمل بھی مجھے محبوب ہو جائے جس سے تیری محبت حاصل ہوتی ہو۔ اگر زبر سے پڑھیں تو اس کے معنی ہوں گے کہ میں تجھ سے اس عمل کی توفیق مانگتا ہوں جس سے مجھے تیری محبت نصیب ہو۔ اس میں یہ بات کھول کے بیان کر دی گئی ہے کہ اللہ کی محبت حاصل ہونے کا راستہ صرف خواہش و تمنا نہیں ہے بلکہ عمل ہے، اور اسی لیے اس عمل کی بھی توفیق مانگی گئی ہے۔ وہ عمل جو اللہ کو محبوب ہو اور ان اعمال کی چاہت ہو جن اعمال سے اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔

یہ تین باتیں دعا کے پہلے حصے میں آ گئی ہیں جس کی تعلیم نبی کریم ﷺ نے دی ہے، اور یہ کہہ کر دی ہے کہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا ہے۔ گویا یہ دعا انبیا علیہم السلام میں نسلاً بعد نسلاً

منتقل ہوتی چلی آئی ہے۔ایک نبی کے بعد دوسرے نبی نے اس دعا کو مانگا ہے۔

محبت کے بارے میں اور بہت ساری دعائیں بھی ہیں جن کی تعلیم کہ نبی کریم ﷺ نے دی ہے اور بڑی جذبات انگیز دعائیں ہیں۔ایک دعا میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

**اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ الْاَشْیَاءِ اِلَیَّ (کنزل الاعمال عن ابی مالک)** کہ اپنی محبت کو ساری چیزوں کی محبت سے بڑھ کر دے۔ **وَاجْعَلْ خَشْیَتَکَ اَخْوَفَ الْاَشْیَاءِ عِنْدِیْ** اور تیرا خوف ہر چیز کے خوف سے بڑھ کر ہو جائے **وَاقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْیَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ** اور مجھے اپنے ساتھ ملاقات کا ایسا شوق دے کہ میری دُنیا کی محتاجیاں ختم ہو جائیں۔

جب محبت ہوگی تو اللہ سے ملاقات کا شوق بھی ہوگا۔محبوب سے ملاقات سے آدمی کیوں گھبرائے اور کیوں اس سے بھاگے۔اس لیے دعا کی گئی ہے کہ تجھ سے ملاقات کا شوق بھی ہو۔ ملاقات وہ بھی ہے کہ جب بھی آدمی اللہ کو یاد کر لے تو اس سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ملاقات وہ بھی ہے جو نماز پڑھتے ہوئے اللہ سے ہو جاتی ہے، اور ملاقات وہ بھی ہے جو موت کے بعد ہوگی۔ یہ ملاقات کا شوق ایسا ہو کہ دنیا کی حاجتیں اس کے آگے ٹھنڈی پڑ جائیں۔

**وَاقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْیَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ وَ اِذَا اَقْرَرْتَ اَعْیُنَ اَھْلِ الدُّنْیَا مِنْ دُنْیَاھُمْ فَاَقْرِرْ عَیْنِیْ بِعِبَادَتِکَ (کنزالاعمال)**

اور مجھے اپنے ساتھ ملاقات کا ایسا شوق دے کہ میری دُنیا کی محتاجیاں ختم ہو جائیں، اور جہاں تو نے دُنیا والوں کی لذت ان کی دُنیا میں رکھی ہے، میری لذت اپنی عبادت میں رکھ دے۔

اس حدیث میں عربی زبان کے محاورے کے لحاظ سے اللہ کی بندگی کو آنکھوں کی ٹھنڈک کہا گیا ہے۔ آنکھوں کی ٹھنڈک ہماری زبان میں بھی محاورتاً استعمال ہوتا ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو بچوں میں، مال میں، مکان میں ہے۔ گویا اگر دنیا والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک، ان کی لذت اور مزہ دنیا میں ہو، تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک، لذت اور مزہ تیری بندگی میں ہو۔

ایک دُعا میں آتا ہے کہ **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُحِبُّکَ بِقَلْبِیْ کُلِّہٖ** اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ میں سارے دل سے ٹوٹ کر تجھ سے محبت کروں **وَاُرْضِیْکَ بِجَھْدِیْ کُلِّہٖ** اور اپنی ساری کوشش جس میں محبت سب سے بڑھ کر ہو، گویا میری ساری کوششیں تجھے ہی راضی کرنے میں لگ جائیں۔

## سب سے بڑھ کر اللہ کی محبت

دعائیں تو بہت ساری ہیں لیکن حضرت داوٗد علیہ السلام کی یہ دعا بڑی جامع دعا ہے۔

اس دعا کا اگلا حصہ یہ ہے کہ:

**اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ.**

اے اللہ! اپنی محبت کو جو میرے دل کے اندر تیری محبت ہے۔ مجھے اپنے نفس اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب بنا دے۔

یہاں پر مطلب واضح ہے۔ اس لیے کہ اب اپنا ذکر ہو رہا ہے۔ یہاں پر دونوں محبتوں کا ذکر نہیں ہے کہ اللہ کی محبت ہم سے اور ہماری محبت اللہ سے ہو، بلکہ فرمایا کہ اپنی محبت کو میرے اندر پیدا کر دے جو تمام محبتوں سے زیادہ محبوب ہو۔ آدمی کو سب سے بڑھ کر

اپنے آپ سے محبت ہوتی ہے، اپنی ذات سے، اپنی جان سے، اپنے مال سے، اپنی شہرت سے، اور اپنے مقام و مرتبے سے محبت ہوتی ہے۔ لیکن دعا یہ کی جا رہی ہے کہ ان سب سے بڑھ کر تجھ سے محبت ہو۔ 'وَ اَھْلِیْ' اور اہل میں بیوی، بچے، رشتہ دار، تعلقات، سب شامل ہیں، ان سب سے بھی زیادہ مجھے تجھ سے محبت ہو، ''وَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ '' اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبت ہو۔ یہ عجیب سی بات بتائی گئی ہے۔ ٹھنڈے پانی میں کیا رکھا ہے بظاہر معمولی سی بات ہے۔ درحقیقت دعائیں مانگنے میں، تعلیم دینے میں، لوگوں کو سکھانے میں دین کا پیرایا یہ ہے کہ جو چیز آدمی جانتے اور محسوس کرتے ہوں ان کے ذریعے ان کو سکھایا جائے۔ اب آپ اس ماحول کا تصور کیجیے، اور خود بھی ان کیفیات کو دیکھیے کہ جہاں تپتی ہوئی گرم ریت ہو، سخت گرمی ہو، اس حال میں اگر آدمی کو سخت پیاس لگتی ہے اور اس پیاس کے عالم میں اگر آدمی کو ٹھنڈے پانی کا ایک گھونٹ نصیب ہو جائے تو کیا کیفیت طاری ہوتی ہے، اور کتنی طلب ہوتی ہے پانی کے اس ایک گھونٹ کی۔ حضور ﷺ کے سامنے جو لوگ تھے وہ بھی اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ ۲:۱۶۵)

ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَ مَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ط وَاللّٰہُ لَایَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ o (التوبۃ ۹:۲۴)

اے نبیؐ، کہہ دو کہ اگر تمھارے باپ، اور تمھارے بیٹے، اور تمھارے بھائی، اور تمھاری بیویاں، اور تمھارے عزیز و اوقارب، اور تمھارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں،

اور تمھارے وہ کاروبار، جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے، اور تمھارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمھارے سامنے لے آئے، اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔

اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس بات کو کھول کر بیان کیا ہے۔ یہاں صرف اپنا ہی ذکر نہیں کیا اور اپنے رسول ہی کا ذکر نہیں کیا بلکہ اپنی راہ میں جہاد کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ میری راہ میں، میرے دین کے لیے اپنا مال خرچ کرو اور جان کھپاؤ، یہ بھی محبت کا تقاضا ہے۔

## اللہ کے ہاں مقام و مرتبہ کا پیمانہ

طبرانی کی ایک حدیث ہے جس میں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ اللہ کے ہاں تمھارا درجہ اور مقام کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ ہاں ہم ضرور جاننا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر یہ دیکھو کہ تمھارے دل میں اللہ کا مقام و مرتبہ کیا ہے۔ تمھارے عمل میں اللہ کا درجہ و مقام کیا ہے۔ تمھاری ترجیحات اور محبتوں میں اللہ کا درجہ اور مقام کیا ہے۔ جتنا مقام و مرتبہ تمھارے دل اور عمل میں اور تمھاری ترجیحات میں اللہ کا اور اس کی محبت کا ہوگا، اتنا ہی درجہ اس کی نگاہوں میں تمھارا ہوگا۔

ہم اپنے اعمال کرتے ہوئے، مال خرچ کرتے ہوئے، وقت لگاتے ہوئے، زندگی بسر کرتے ہوئے اللہ کو کوئی مقام اور کوئی حیثیت نہ دیں، تو پھر ہمیں اندازہ ہونا چاہیے کہ اللہ کے ہاں ہمارا کیا مقام ہوگا۔ اصل میں آدمی اپنے دل میں جھانک لے تو سب معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ کے ساتھ اس کا تعلق اور مقام کیا ہے۔ ایک بزرگ نے کہا کہ مجھے بخوبی علم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کب یاد کرتا ہے۔ لوگ بڑے حیران ہوئے کہ آپ کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے

کہ اللہ کب یاد کرتا ہے؟ انھوں نے کہا کہ جب میں اس کو یاد کرتا ہوں تو وہ مجھے یاد کرتا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ٥ (البقرۃ ۲:۱۵۲)
تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ اِذَا ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ، آدمی دل میں یاد کرتا ہے میں بھی اس کو دل میں یاد کرتا ہوں۔ وَ اِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ منه، اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

گویا جب ہم اس کی طرف دھیان دیتے ہیں تو وہ ہماری طرف دھیان دیتا ہے۔ درحقیقت ہم میں سے ہر ایک بخوبی جانتا ہے کہ اللہ کی نگاہوں میں اس کا مقام کیا ہے۔ ہماری نگاہوں اور ہمارے دل میں جو اس کی محبت کا مقام ہے، وہی دراصل اس کے پاس ہمارا مقام ہے۔ اللہ کی اطاعت، اس کے راستے پر چلنا، اس کے دین کے مطالبات کو پورا کرنا، یہ راستہ اسی محبت سے طے ہوتا ہے۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ سُن لیا، اور حکم مان لیا کی کیفیت ہو لیکن ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جن کا معاملہ اوپر سے ایمان اوڑھ لینے کا سا ہوتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ دین کے مطالبات کو ماننا، دین پر چلنا، اللہ کے احکام کی اطاعت کرنا، یہ راستہ تو اس کی محبت ہی سے طے ہوتا ہے۔ اسی لیے اس حدیث میں اس کا سوال کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے حضرت داوٗد علیہ السلام یہ دعا مانگا کرتے تھے اور دیگر انبیا کرام علیہم السلام بھی اس کا اہتمام کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُحِبُّكَ والعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ

حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ. (جامع ترمذی: کتاب الدعوات ۳۴۹۰)

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں تیری محبت، (مجھے تجھ سے محبت ہو تجھے مجھ سے محبت ہو) اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہو (مجھے بھی اس کی محبت حاصل ہو میں بھی اس سے محبت کروں) اور ہر اس عمل کی محبت جس سے مجھے تیری محبت نصیب ہو جائے اور اس محبت کو ایسا کر دے کہ مجھے اپنے سے، اپنے اہل وعیال سے اور ہر محبوب چیز سے ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب ہو جائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo

❖❖❖